اسماء و اوصاف قرآن

(آخری قسط)

سید فدا حسین بخاری

اوصاف قرآن

قرآن مجید کے جو اسماء بیان ہوئے ہیں ان میں سے بعض قرآن مجید کے اسم ہونے کے علاوہ اس کی صفت بھی واقع ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل عناوین قرآن مجید کے لیے محض صفت ہیں۔

کریم

یہ صفت قرآن مجید میں مختلف اسماء اور اشیاء کے لیے واقع ہوئی ہے۔ جیسے رسول، بہشتی نعمتیں، اجر و پاداش، قول، رزق اور قرآن۔ کریم کی جمع کرام و کرماء ہے اور یہ صفت خداوند ذوالجلال کے اسماء حسنیٰ میں شمار ہوتی ہے۔ کریم اگر انسان کو کہا جائے تو مراد سخی و سخاوتمند ہے اور اگر اشیاء کے لیے استعمال ہو تو مراد اسی شئی کا فرد اکمل ہے۔ جیسے رزق کریم یعنی بہترین و وافر روزی یا قول کریم اس کلام کو کہا جاتا ہے جو لفظ و معنی و قواعد کے لحاظ سے کامل و تام ہو۔ وجہ کریم' یعنی خوبصورت و دلکش چہرہ (۸۴)

قرآن مجید کے لیے ایک آیت میں یہ صفت بیان ہوئی ہے :

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ

بے شک وہ قرآن کریم ہے جو ایک محفوظ و مکنون کتاب میں ہے۔ سوائے پاکیزہ لوگوں کے کوئی اسے مس نہیں کر سکتا۔ (۸۵)

ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے :

فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ یہ قیمتی الواح میں ثبت ہے۔ (۸۶)

مجید

مجد ، یمجد ، مجداً او مجادۃً کے معنی کرم وشرف اور بزرگی میں وسعت اور پہناوری کے ہیں
المجید اسمائے حسنیٰ میں سے ہے جس کے معنی ہیں وہ ذات جو اپنے فضل وکرم خصوصی سے نوازنے میں نہایت وسعت اور فراخی سے کام لینے والی ہو۔(۸۷)

آیت کریم میں ارشاد ہے :

ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ عرش کا مالک بڑی شان والا۔(۸۸)

قرآن کریم کے لیے صفت "المجید" آئی ہے کیونکہ قرآن پاک بھی تمام دنیوی اور اخروی مکارم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جلیل القدر کتاب ہے چنانچہ ارشاد فرمایا :

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ قرآن مجید کی قسم(۸۹)

دوسری جگہ فرمایا :

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے۔(۹۰)

عربی

قرآن مجید کی ایک اور صفت عربی ہے۔ قرآن مجید کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت اس کے مخاطب اہل عرب تھے 'اور بعد میں غیر عرب کے لیے بھی دعوت اسلام تھی البتہ خود قرآن مجید اپنے آپ کو عالمگیر بتاتا ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْراً

اور بابرکت ہے وہ ذات جس نے قرآن اپنے بندہ پر نازل فرمایا تاکہ وہ عالمین کو ڈرائے۔(۹۱)

اسی طرح سورہ تکویر میں ارشاد فرمایا :

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

یہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ قرآن کریم عالمین کے لیے یاد آوری اور تذکر کا سبب ہے۔(۹۲)

لغت میں "عربی" کے دو معنی ہیں :

(۱) واضح اور فصیح کلام۔

(۲) زبان عربی۔

قرآن مجید کے متعلق یہ لفظ دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ   اور یہ قرآن واضح عربی زبان میں ہے۔(۹۴)

وَ هٰذَآ کِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیاً

اور یہ وہ کتاب ہے جس کی تصدیق کی گئی ہے جس کی زبان عربی ہے۔(۹۵)

عزیز

العزۃ اس حالت کو کہتے ہیں جو انسان کو مغلوب ہونے سے محفوظ رکھے۔ العزیز وہ ہے جو غالب ہے اور مغلوب نہ ہو۔(۹۶) قرآن میں ہے :

اِنَّہٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ   بے شک وہ غالب (شکست ناپذیر) حکمت والا ہے۔(۹۷)

عزیز قرآن کی ایک صفت ہے اور اس لفظ کے بہت سے معانی ہیں : قوی' طاقت ور' شریف' کریم نادر کمیاب۔ اگر یہ لفظ خداوند عالم کے لئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہیں' قوی و طاقت ور اور نا قابل تسخیر ذات جو کسی لحاظ سے عاجز نہ ہو اور اگر قرآن کریم کے لیے استعمال ہو تو اس کے معنی شریف' کریم اور بلند شان والا کے ہیں۔ یہ لفظ صفت قرآن کے طور پر صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ لَمَّا جَآءَ هُمْ وَ اِنَّہٗ لَکِتَابٌ عَزِیْزٌ

جو لوگ ذکر (قرآن) کے پاس آجانے کے بعد اس کے منکر ہو گئے ہیں (وہ بھی ہم سے نہیں چھپ سکیں گے) اور یہ ایک ایسی کتاب ہے جو قطعاً نا قابل شکست ہے۔(۹۸)

قیّم

قرآن مجید کی ایک صفت ہے۔ قیم کا معنی ثابت و مستقیم ہے۔ دین کے لئے بھی یہی صفت بیان ہوئی ہے۔ دیناً قیماً (۹۹) یعنی وہ ثابت دین جو امور معاش و معاد کو استوار کرتا ہے۔ دو آیتوں میں قرآن مجید کی یہ صفت بیان ہوئی ہے :

۱) لَمْ یَجْعَل لَہ عوجاً قَیِماً لِیُنْذِرَ بَاسًا شَدِیْداً

اس میں کسی قسم کی کجی نہ رکھی' یہ وہ کتاب ہے جو ثابت مستقیم اور دوسری کتابوں کی نگہبان ہے۔(۱۰۰)

۲) رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتْلُوْا صُحُفاً مُّطَهَّرَۃً فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

اللہ کی طرف سے ایسا رسول جو پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت کرے اور ان میں صحیح و ثابت و قابل قدر تحریریں ہوں۔(۱۰۱)

مبارک

مبارک ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس میں خیر و برکت پائی جاتی ہو۔ مبارک "برکت" سے مشتق ہے۔ قرآن مجید کی

یہ صفت چند آیتوں میں ذکر ہوئی ہے :

وَ هٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ۔۔۔

اور یہ وہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا۔ایسی بابرکت کتاب ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔(۱۰۲)

وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اور یہ قرآن ایک مبارک ذکر ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے۔(۱۰۳)

مرفوعہ

مرفوعہ یعنی رفیع القدر والمنزلہ۔یہ لفظ ایک آیت میں بیان ہوا ہے۔

فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ یہ قیمتی الواح میں ثبت ہے جو بیش قدر پاکیزہ الواح ہیں۔(۱۰۴)

گو اس آیت میں مرفوعہ براہ راست صفت قرآن نہیں بلکہ صفت صحف ہے لیکن قرآن مجید بھی صحف میں شامل ہے

متشابہ

ایک آیت میں قرآن مجید کے ایک حصہ کو متشابہ اور دوسرے کو محکم کہا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

وہ وہ ذات ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیات محکم (صریح اور واضح) ہیں جو اس کتاب کی بنیاد ہیں اور کچھ آیات متشابہ ہیں لیکن ایک دوسری آیت میں پورے قرآن کی صفت متشابہ ہوئی ہے۔(۱۰۵)

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا

اللہ نے بہترین بات نازل کی ہے ایسی کتاب جس کی آیات (لطافت و زیبائی اور مضمون کی گہرائی کے لحاظ سے) ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔(۱۰۶)

یہاں متشابہ سے کیا مراد ہے ؟

محکم و متشابہ کی گفتگو اپنے مقام پر درست و صحیح ہے لیکن یہاں متشابہ سے مراد شباہت ہے۔یعنی قرآن ایسی کتاب ہے۔جس کی آیتیں ،نظم ،احکام ،حکمت اور استقامت وغیرہ میں ایک دوسرے سے شباہت رکھتی ہیں۔(۱۰۷)

اگر اس آیت میں بھی متشابہ سے مقابل محکم کے مقابل ہو تو اس آیت اور آیت محکم و متشابہ میں تناقض پیدا ہو جائے گا۔

مھیمن :

قرآن مجید کی صفات میں سے ایک صفت "مھیمن" ہے۔ارشاد ہوتا ہے :

وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ

اور اس کتاب کو ہم نے حق کے ساتھ تم پر نازل کیا جبکہ یہ گذشتہ کتب کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی محافظ ونگہبان ہے۔(۱۰۸)

علامہ طباطبائی اس لفظ کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

"هيمنة الشی علی الشی (علی ما يتحصل من معناها) كون الشی ذاسلطة علی الشی فی حفظه و مراقبته و انواع التصرف فيه و هذا حال القرآن الذی و صفه الله تعالیٰ بانه تبيان كل شئی بالنسبة الی مابين يدية من الكتب السماوية يحفظ منها الاصول الثابتة غير المتغيرة و ينسخ منها ما ينبغی ان ينسخ من الفروع التی يمكن ان يتطرق اليها التغيرو التبدل حتی يناسب حال الانسان بحسب سلوكه صراط الترقی والتكامل بمرور الزمان"

کسی شئے کی دوسرے شئے پر ھیمنت کا معنی یہ ہے کہ شئے دوسری شئے پر تصرف' حفظ اور مراقبت کے لحاظ سے حاکمیت اور تسلط رکھتی ہے۔ قرآن مجید جس کی توصیف خداوند عالم نے تبیان کل شی کہہ کر کی ہے' دوسری آسمانی کتابوں کی نسبت ھیمنت وحاکمیت رکھتی ہے۔ان کتابوں میں ذکر شدہ ثابت اصولوں کی محافظ ہے اور ان فروعات کو منسوخ کرنے والی ہے جو کہ اصول ثابت نہیں ہیں اور ضروری ہے کہ انسان کی ترقی وکمال کے پیش نظر حسب زمان تبدیل ہوتے رہیں۔(۱۰۹)

نذیر

باب علم یعلم سے نذر ینذر' نذر اور نذورا' کسی چیز کے انجام سے آگاہ اور اس کے لیے آمادہ ہونے کے معنی میں ہے' اس کا متعدی انذار ہے اور اس کے معنی کسی چیز کے خطرناک انجام سے آگاہ کرنا ہے۔ نذیر پیغمبرؐ کی صفت ہے اور قرآن کی بھی' کیونکہ قرآن انسان کو اس کے خطرناک انجام کی خبر دیتا ہے جن آیتوں میں قرآن مجید کی یہ صفت بیان ہوئی ہے۔ ان میں بعض یہ ہیں :

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْراً

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ پر قرآن نازل کیا تاکہ عالمین کو ڈرائے۔(۱۱۰)

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً

یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات کو ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں' یہ قرآن عربی زبان میں ہے' ان لوگوں کے لیے جو آگاہ ہیں یہ قرآن خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔(۱۱۱)

رحمت

الرحمۃ۔ وہ رقت قلب جو کسی بے چارے پر احسان کی مقتضی ہو' کبھی اس کا استعمال صرف رقت قلب کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی صرف احسان کے معنی میں خواہ رقت کی وجہ سے نہ بھی ہو۔ جیسے رحم اللہ فلانا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔(۱۱۲)

رحمت و نرم دلی ایسی توجہ کو کہا جاتا ہے جس کا نتیجہ احسان و بخشش ہو' چونکہ ذات باری تعالیٰ محلِ حوادث نہیں اس میں تبدیلی و تغیر کا گذر نہیں لہذا اس کی دیگر صفات کی طرح اس صفت کو بھی مادی مفاہیم سے طاہر اور مجرد کرنا ضروری ہے۔ پس رحمت الٰہی کا مطلب لائق اور شائستہ بندوں پر خداوند عالم کا لطف و کرم اور بخشش ہے۔

اللہ کا فیض و رحمت ہمیشہ جاری ہے' اس سے مستفیض ہونے کے لئے بندے کی شائستگی و لیاقت ضروری ہے۔ قرآن مجید کے رحمت ہونے کا بھی یہی مطلب ہے' قرآن مجید ایک ایسا چشمہ ہدایت و سعادت ہے جو ہمیشہ جاری ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ خود میں اس سے مستفیض ہونے کی صلاحیت و لیاقت پیدا کریں۔ بہت سی آیتوں میں لفظ "رحمت" قرآن کے لئے استعمال ہوا ہے۔ نمونے کے طور پر دو آیات ذکر کرتے ہیں۔

فَقَدْ جَآئَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّرَحْمَةٌ

اب تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل اور ہدایت و رحمت آچکی ہے۔(۱۱۳)

هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۱۱۴)

(یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے) دلائل ہدایت اور صاحبان ایمان کے لیے رحمت کی حیثیت رکھتا ہے۔

صحف

صحیفہ کی جمع ہے۔ صحیفہ یعنی کھلی اور پھیلی ہوئی چیز اس لیے اس صفحہ کو بھی صحیفہ کہا جاتا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہو۔ صحیفہ کی ایک اور جمع صحائف ہے۔ صحیفہ قرآن مجید کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور دیگر آسمانی کتابوں کے لئے بھی۔ قرآن مجید کے لئے دوبار استعمال ہوا ہے:

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ

جو شخص چاہے اس سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ وہ قیمتی الواح میں ثبت ہے۔(۱۱۵)

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً

اللہ کی طرف سے ایسا رسول جو پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت کرے۔(۱۱۶)

عجب

ایک مقام پر قرآن مجید کو "عجب" کہا گیا ہے :

سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یعنی ایسا قرآن جس کی مانند پہلے کسی نے دیکھا نہ سنا جو باعث حیرت و تعجب ہے۔(۱۱۷)

غیر ذی عوج

عوج، یعوج، عوجا باب علم یعلم سے کجی وانحناء کے معنی میں ہے۔ جب یہ لفظ انسان کے سلسلہ میں استعمال ہو تو اس سے مراد بد اخلاقی ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید کی صفات سلبیہ سے تعلق رکھتا ہے اور دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

قُرۡاٰناً عَرَبِیًّا غَیۡرَ ذِیۡ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمۡ یَتَّقُوۡنَ

یہ قرآن فصیح (عربی) اور ہر قسم کی کجی اور نادرستی سے پاک ہے۔(۱۱۸)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡکِتَابَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجاً

حمد مخصوص ہے اللہ کے لئے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی اور اس میں کسی قسم کی کجی نہ رکھی۔(۱۱۹)

قرآن مجید میں استعمال ہونے والی مختلف تعبیریں :

احسن ما انزل

یہ تعبیر ایک مقام پر قرآن مجید کے لئے استعمال ہوئی اور اسی طرح دیگر آسمانی کتابوں کے لئے بھی استعمال ہوئی ہے۔ قرآن مجید کامل ترین اور متقن ترین آسمانی کتاب ہے جو اللہ کے آخری رسولؐ پر نازل ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے :

وَاتَّبِعُوۡۤا اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ

اور تمہارے رب کی طرف سے جو بہترین قانون نازل کیا گیا ہے اس کا اتباع کرو۔(۱۲۰)

بصائر

بصائر بصیرت کی جمع ہے۔ اس کا فعل بصر یبصر بضم صاد ہے۔ بصر و بصارت کے معنی عالم و آگاہ ہونا، کسی شی کی معرفت حاصل کرنا اور بصیرت کے معنی عقل و درایت اور عبرت و نصیحت کے ہیں۔ لفظ بصیرت رہنما کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی جس کے ذریعہ حقائق اشیاء کو دیکھا جا سکے۔ قرآن کریم کو بصائر بصورت جمع اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کی ہر آیت اور ہر سورہ رہنما ہے۔ قرآن ایسے واضح و روشن دلائل و برھان کا مجموعہ ہے جو حق کو باطل سے ممتاز کرتا ہے۔ قرآن مجید کے لئے یہ لفظ ان آیتوں میں ذکر ہوا ہے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ

یہ تیرے پروردگار کی طرف سے بینائی کا وسیلہ اور ہدایت ورحمت ہے۔(۱۲۱)

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُوْنَ

یہ ان لوگوں کے لئے بینائی کے وسائل اور ہدایت ورحمت کے ذرائع ہیں جو ان پر یقین رکھتے ہیں۔(۱۲۲)

بلاغ

بلاغ کے معنی بلوغ اور مقصد تک پہنچنا ہے۔

البلاغ : کی جمع بلاغات ہے' علمائے لغت کہتے ہیں :الاسم من الابلاغ و التبلیغ ای الایصال او الوصول الی الشئی المطلوب (۱۲۳)

لفظ بلاغ قرآن کریم کے لئے اسی معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ قرآن حکیم انسان کے مقصد یعنی اخروی ارتقاء تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ

یہ (قرآن) لوگوں کے لئے بلاغ ہے تاکہ سب کو خبردار کیا جا سکے۔(۱۲۴)

حکم، حکیم

"حکم" متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے' ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں : جدا کرنا' جھگڑوں کے فیصلے کرنا' حکومت کرنا' سیاسی تدبیر کرنا' پلٹنا' حکیم و دانشمند ہونا۔ یہ لفظ قرآن مجید کے لئے ایک آیت میں استعمال ہوا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (۱۲۵)

اس آیت میں "حکم" کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟ قرآن کے حکم ہونے کا کیا مطلب ہے؟ علامہ طباطبائی مرحوم دیگر آیات سے استنباط کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں حکم سے مراد حکمت نہیں ہے بلکہ لوگوں کے درمیان قضاوت اور فیصلے کرنا ہے' کیونکہ قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتابوں کے نزول کا ایک مقصد "حکم بین الناس" ہے' یہ مقصد قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں بیان ہوا ہے' جیسے :

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ (۱۲۶)

وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (۱۲۷)

چنانچہ آسمانی کتابوں کی شان ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان حکم اور فیصلے کرے۔ چند آیتوں میں لفظ "حکم"

قرآن مجید کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے :

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ (۱۲۸)

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (۱۲۹)

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ (۱۳۰)

شاید ان آیات میں حکم سے مراد حکمت ہو اور حکمت اس علم سے عبارت ہے جو انسان کو افعال قبیحہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ایک آیت میں قرآن مجید کو حکمت بتایا گیا ہے :

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (۱۳۱)

ممکن ہے حکیم سے قرآن مجید کا محکم و متقن ہونا مراد ہو۔یعنی قرآن مجید اپنی تنظیم، ترتیب اور بیان میں محکم و متقن ہے، یہی احتمال زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ دو آیتوں میں یہی لفظ باب افعال سے اتقان کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (۱۳۲)

ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ (۱۳۳)

حسب ذیل آیت میں لفظ محکمہ بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ (۱۳۴)

البتہ جہاں آیات متشابہ کے مقابلہ میں آیات محکمہ کا استعمال ہوا ہے۔وہاں محکمہ سے دوسرے معانی مراد ہیں۔

خداوند عالم کی ایک صفت حکیم ہے، یعنی خداوند عالم کے تمام افعال منظم و مرتب و متقن ہیں۔لہذا جب قرآن کا نازل کرنے والا خدا حکیم ہے تو قرآن بھی محکم و متقن ہو گا۔اس کے اثبات کے لئے ہم ان آیات کو دلیل بنا سکتے ہیں جو براہ راست نزول قرآن کی نسبت اس خدا کی جانب دیتی ہیں جو صفت حکیم سے متصف ہے، جیسے :

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (۱۳۵)

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۱۳۶)

تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (۱۳۷)

روح

یہ لفظ ایک مقام پر قرآن مجید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا

اور جس طرح سابقہ انبیاء کی طرف وحی فرمائی اس طرح ہم نے تیری طرف بھی اپنے فرمان سے "روح" کو وحی کیا۔(۱۳۸)

صاحب مفردات القرآن روح کی وجہ تسمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

و ذلك لكون القرآن سبباً للحياة الاخروية الموصوفة فى قوله: و ان الدار الاخرة لهى الحيوان

قرآن کو اس لئے روح کہا گیا ہے کیونکہ قرآن حیات اخروی کا سبب ہے۔ سورہ عنکبوت میں ارشاد الٰہی ہے :

حقیقی زندگی کا مقام تو دار آخرت ہے۔(۱۳۹)

شفاء

شفاء یعنی بیماری کے بعد صحت یابی۔ چونکہ قرآن اخلاقی و روحانی بیماریوں سے شفاء بخشتا ہے اس لئے اسے شفاء کہا گیا ہے۔ جن آیتوں میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہ حسب ذیل ہیں :

قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوۡرِ (۱۴۰)

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَةٌ

اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں جو صاحبان ایمان کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔(۱۴۱)

قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى وَّ شِفَآءٌ

کہہ دے یہ ان لوگوں کے لئے ھدایت اور شفاء ہے جو ایمان لے آئے ہیں۔(۱۴۲)

نتیجہ

قرآن مجید کے تمام اسماء و اوصاف کا غور سے مطالعہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ تمام اسماء و اوصاف مشترک ہیں۔ صرف قرآن مجید کے لیے اختصاص نہیں رکھتے مثلاً "فرقان" قرآن کے لئے استعمال ہوا ہے اور پہلی آسمانی کتابوں کے لیے بھی اسی طرح صفات قرآن، صرف قرآن کے لیے ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور دوسری اشیاء کے لیے بھی واقع ہوئی ہیں۔ جیسے کریم، مجید، نذیر ھادی وغیرہ اوصاف انبیاء بھی ہیں۔ اس مقدس آسمانی کتاب کا خصوصی نام "قرآن" ہے۔ جس طرح ذات باری تعالیٰ کا اصل نام "اللہ" ہے اور بقیہ تمام اسماء و اوصاف الٰہی فرعی ہیں، اسی طرح اس کتاب الٰہی جو رسول اکرمؐ یعنی اللہ کے آخری رسول پر نازل ہوئی کا نام "قرآن" ہے اور بقیہ تمام اسماء و اوصاف مشترک ہیں۔(واللہ اعلم)

حواشی و حوالہ جات

۸۴) المنجد
۸۵) سورۃ الواقعہ۔ ۷۷، ۷۹
۸۶) مفردات راغب
۸۷) مفردات راغب
۸۸) البروج۔ ۱۵
۸۹) سورہ ق۔ ۱
۹۰) البروج۔ ۲۱
۹۱) سورہ فرقان۔ ۱
۹۲) سورہ تکویر۔ ۲۷
۹۳) سورہ النحل۔ ۱۰۳
۹۴) سورہ الاحقاف۔ ۱۲
۹۵) سورہ زخرف۔ ۳
۹۶) مفردات راغب
۹۷) سورہ عنکبوت۔ ۲۶
۹۸) سورہ حم سجدہ۔ ۴۱
۹۹) سورہ انعام۔ ۱۶۱
۱۰۰) سورہ الکہف۔ ۱
۱۰۱) سورہ بینۃ۔ ۳
۱۰۲) سورہ انعام ۹۲
۱۰۳) سورہ انبیاء۔ ۵۰
۱۰۴) سورہ عبس۔ ۱۳، ۱۴
۱۰۵) سورہ آل عمران۔ ۷
۱۰۶) سورہ زمر۔ ۲۳
۱۰۷) مفردات راغب
۱۰۸) سورہ مائدہ۔ ۴۸
۱۰۹) علامہ طباطبائی، تفسیر المیزان۔ ج ۵۔ ص ۳۴۸
۱۱۰) سورہ فرقان۔ ۱
۱۱۱) سورہ فصلت۔ ۳، ۴
۱۱۲) مفردات راغب مادہ (رحم)
۱۱۳) سورہ انعام ۱۵۷
۱۱۴) سورہ اعراف۔ ۲۰۳
۱۱۵) سورہ عبس۔ ۱۳
۱۱۶) سورہ بینۃ۔ ۳
۱۱۷) سورہ جن۔ ۱
۱۱۸) سورہ الزمر۔ ۲۸
۱۱۹) سورہ کہف۔ ۱
۱۲۰) سورہ زمر۔ ۵۵
۱۲۱) سورہ اعراف۔ ۲۰۳
۱۲۲) سورہ الجاثیہ۔ ۲۰
۱۲۳) المنجد
۱۲۴) سورہ ابراھیم ۵۲
۱۲۵) سورہ رعد۔ ۳۷
۱۲۶) سورہ نساء۔ ۱۰۵
۱۲۷) سورہ بقرہ۔ ۲۱۳
۱۲۸) سورہ آل عمران ۵۸
۱۲۹) سورہ یونس۔ ۱، لقمان۔ ۲
۱۳۰) سورہ یٰسین۔ ۲
۱۳۱) سورہ قمر۔ ۵
۱۳۲) سورہ ھود۔ ۱
۱۳۳) سورہ حج۔ ۵۲
۱۳۴) سورہ محمد۔ ۲۰
۱۳۵) سورہ نمل۔ ۶
۱۳۶) سورہ زمر۔ ۱
۱۳۷) سورہ فصلت۔ ۴۲
۱۳۸) سورہ الشوریٰ۔ ۵۲
۱۳۹) سورہ العنکبوت۔ ۶۴
۱۴۰) سورہ یونس۔ ۵۷
۱۴۱) سورہ اسراء۔ ۸۲
۱۴۲) سورہ فصلت ۴۴

☆ اس مقالے میں جناب محمد باقر انصاری کے مقالہ "قرآن میں اسماء و اوصاف قرآن" سے استفادہ کیا گیا ہے۔